مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، ایک مکان جس کی قیمت تقریباً دو کروڑ ہے جو کہ میری والدہ کے نام ہے۔ جو تین برس پہلے انتقال فرما گئے تھی۔ یہ مکان میرے والد صاحب نے اپنی بیوی کو بنا کر دیا تھا۔ والد صاحب نے اپنی زندگی میں ایک خط ہم تینوں بہن بھائیوں کو دیا، جس کو ہم نے تسلیم کیا جس میں والے صاحب نے تقریباً ۸۷ لاکھ روپے نقد ہر ہر بہن کو دے دیئے اور مکان کے متعلق یہ لکھا کہ یہ مکان میرے بیٹے یعنی مجھے مزید 75 لاکھ دونوں بہنوں کو دینے کے بعد دے دیا جائے۔ بعد ازاں انہوں نے خود ہی اپنے مکان والے فیصلے کو ختم کرتے ہوئے "میرے بعد سارا مکان اپنے پوتے پوتیوں یعنی میرے بچوں کو دینے کو کہا اور ایک دو گواہ بھی مقرر کر دیئے۔ والد صاحب پہلی محرم کو انتقال فرما گئے ہیں"۔ میری دونوں بہنوں کی خواہش ہے کہ یہ مکان میرے نام بغیر کسی پیسوں کے ہو جائے اور بعد میں اس کو میں اپنے بچوں کو دے دوں، جب کہ میری خواہش ہے کہ میں ابو کے پہلے فیصلے پر سارا عمل کروں یا اپنی بہنوں کو شریعت کے اعتبار سے ان کا حصہ دوں۔ تاکہ میرے والدین اور میرے لیے اگلے جہاں میں کوئی مشکل نہ پڑے، میں نے اپنی بہنوں کو یہ بھی کہا ہے کہ تم مجھ سے 75 لاکھ لے کر والدین کے لئے کوئی صدقہ جاریہ کا سلسلہ بنا دو، برائے مہربانی شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

تنقیح: مکان والدہ کے نام تھا، مگر مالک والد ہی تھے۔ ورثاء میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

الجامعۃ الاشرفیۃ
دار الافتاء
شارع فیروز پور لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

بشرط صحت بیان صورت مسئولہ میں آپ کے والد مرحوم کا اپنے مکان کے بارے یہ کہنا کہ "میرے بعد سارا مکان اپنے پوتے پوتیوں یعنی میرے بچوں کو دینے کو کہا اور ایک دو گواہ بھی مقرر کر دیئے" جس کا حکم یہ ہے کہ نرینہ اولاد کے ہوتے ہوئے، اپنے پوتوں اور پوتیوں کے لئے وصیت کرنا شرعاً

جائز اور درست ہے، جبکہ یہ وصیت صرف تہائی ترکہ میں نافذ ہوگی، ہاں اگر تہائی سے زائد کی وصیت کی ہو اور دیگر ورثاء سب بالغ ہوں اور بخوشی اس کی اجازت دے دیں تو تہائی سے زائد میں بھی وصیت شرعاً نافذ ہو جائے گی، جو رقم والد مرحوم نے بیٹیوں کو اپنی زندگی میں دی وہ ان کی طرف سے بطور احسان (gift) تھی۔ لہذا حقوق ثلاثہ (کفن دفن کا خرچہ، اگر قرض دینا ہو اس کی ادائیگی اور ایک تہائی تک وصیت کو نافذ کرنے کے بعد) کی ادائیگی کے بعد مرحوم والد کے کل ترکہ کے چار حصے کر کے، دو حصے بیٹے کو یعنی 50 فیصد اور ہر ہر بیٹی کو ایک ایک حصہ یعنی 25 فیصد دیا جائے گا۔

١. وكون الموصىٰ له غير وارث وقت الموت أي إن كان ثمه وارث آخر (شامي ١٠۔٣٣٧ زكريا)
عن الحسن في الرجل يوصي بأكثر من الثلث فيرضىٰ الورثة قال: ہو جائز۔ (المسند للإمام الدارمي ٤۔٢٠٣٦ رقم: ٣٢٣٧)
٢. إن الموصي إذا ترك ورثه فإنما لايصح وصيته بما زاد على الثلث، إن لم تجز الورثة، وإن أجازوه صحت وصيته به۔)البحر الرائق ٨۔٤٠٣ كوئٹه)
٣. عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه۔)مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، (
٤. واذا اختلط البنون والبنات عصب البنون البنات فيكون للابن مثل حظ الانثيين (عالمگیریة' كتاب الفرائض ٤٤٨/٦ ط مصرى)والله تعالٰى اعلم بالصواب

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۲۱/ربیع الاول/۱۴۴۴ھ

18/اکتوبر/2022ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

دار الافتاء

الجامعة الاشرفية
دار الافتاء